بسم اللہ الرحمن الرحیم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر ڈاکٹر طاہر القادری کے دلائل اور انکی حقیقت

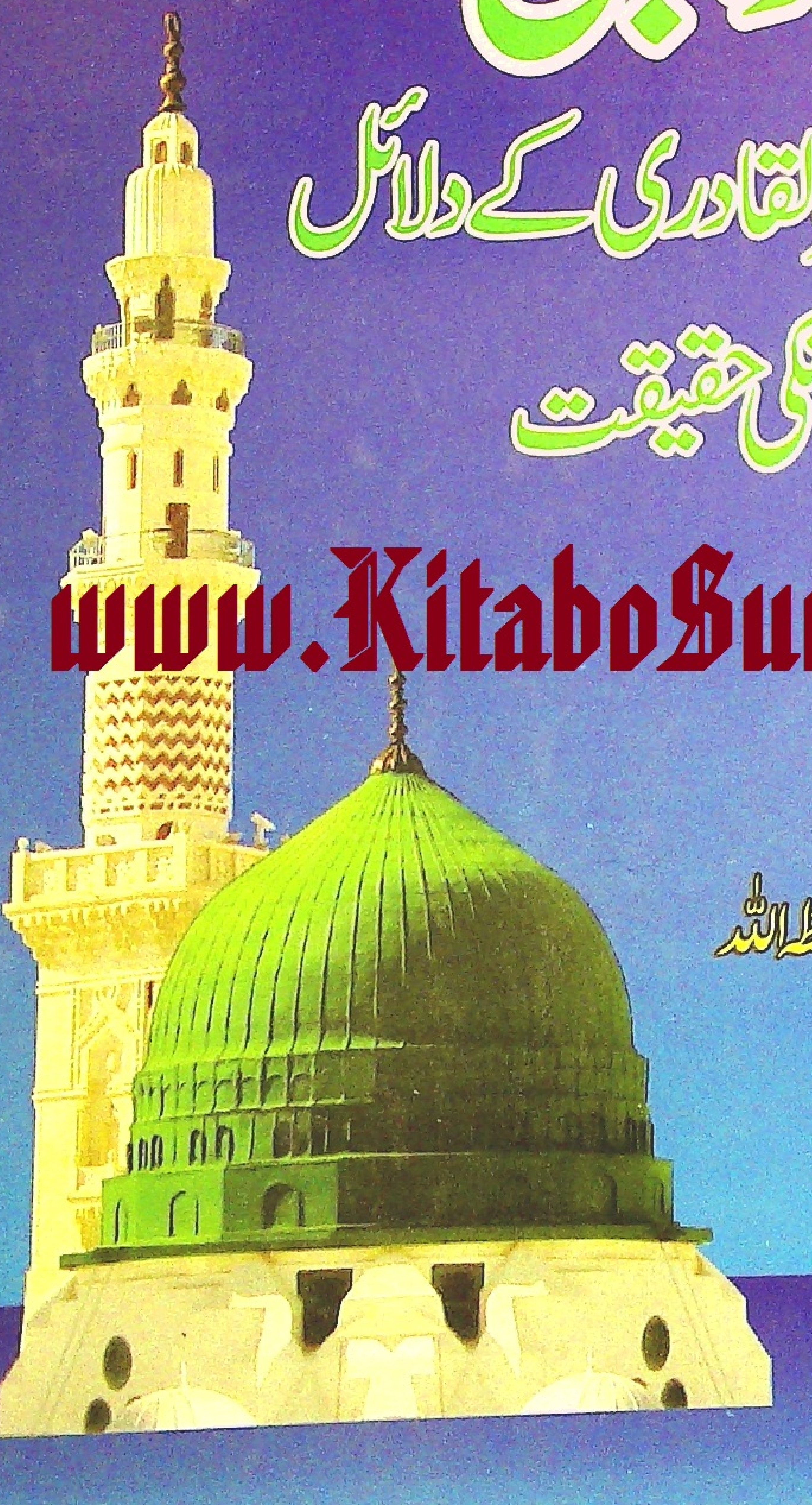

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ
حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ

مؤلف
ہارون عبداللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی ﷺ پر ڈاکٹر طاہر القادری کے دلائل اور ان کی حقیقت

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
رحمٰن لائبریری
Cell:
03334554058
0303-4807363
حافظ عبداللہ عزیز

مقدمہ

حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ

مؤلف

ہارون عبداللہ

www.kitabosunnat.com

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم
رحمٰن لائبریری
Cell:
03334554058
0303-4807363
حافظ عبداللہ عزیز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : میلاد النبی ﷺ پر ڈاکٹر طاہر القادری کے دلائل اور ان کی حقیقت

مؤلف : ہارون عبداللہ

اہتمام : ہارون عبداللہ

پریس : عرفان افضل پریس، لاہور

اشاعت : 2014ء

قیمت : ....

ملنے کا پتہ

مسجد عمر بن عبدالعزیز

لین نمبر 18، فیز 7، ڈیفنس، کراچی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ مقدمہ ---------- ۵

❀ کلمہ شکر ---------- ۶

❀ دلیل نمبر ۱ ---------- ۹

❀ دلیل نمبر ۲ ---------- ۱۰

❀ دلیل نمبر ۳ ---------- ۱۴

❀ دلیل نمبر ۴ ---------- ۲۵

❀ دلیل نمبر ۵ ---------- ۳۶

❀ دلیل نمبر ۶ ---------- ۳۹

❀❀❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی ترویج کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جو اپنے اپنے ادوار میں یہ مقدس فریضہ سرانجام دیتے رہے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی رسول اللہ ﷺ تھے آپ ﷺ کی رحلت کے بعد اس فریضہ کے اولین امین صحابہ کرام ہوئے ان کے بعد یہ فریضہ تابعین اور تبع تابعین سرانجام دیتے رہے۔ کیونکہ ہر دور میں کچھ لوگ ایسی چیزوں کو اسلام بنا کر پیش کرتے رہے۔ جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لیے ہر دور میں کچھ لوگوں کو توفیق دی کہ وہ مخلوق الٰہی کی خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے سامنے بدعات وخرافات تحریری اور تقریری طور پر نشاندہی کرتے رہے۔ ان میں سے یہ نوجوان ہارون عبداللہ حسین حفظہ اللہ بھی ہیں۔ انہوں نے اس کتابچہ میں ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے پیدا کیے جانے والے شبہات اور لوگوں کو دین حق سے پھیر کر بدعت کی طرف بلانے والے بعض پیش کیے گئے دلائل کا علمی جائزہ لے کر یہ بات واضح کی ہے کہ موصوف کے پیش کردہ دلائل کا شرعی حقائق سے کوئی تعلق نہیں۔

میں نے سرسری طور پر اس رسالے کے بعض مقامات پڑھے ہیں جن سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہ رسالہ راہ حق کے متلاشیان کے لیے بڑا صفیہ ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

حافظ عبدالوہاب روپڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمہ شکر

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ہیں۔

درود و سلام، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق دی۔ اور تمام لوگوں کا شکریہ جنہوں نے میرے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ، بدعت سے بچنے اور سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہارون عبداللہ

۱۹/۱۰/۲۰۰۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی ﷺ کے دلائل کا جائزہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا دین ایک بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ یہ دُنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ اس پر عمل بہت بڑی نیکی ہے۔ اسی طرح اس دین میں تبدیلی کرنا بہت بڑی بُرائی ہے۔ اسلام اس تبدیلی کو ((مُحْدَثَاتُ الْاُمُوْرِ)) ❶ کہتا ہے۔ انہی کو ''بدعت'' ❷ کہتا ہے۔ اور انہی کو ((ضَلَالَةٌ)) ❸ کہتا ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔

بدعت کو پہچاننا بہت آسان ہے کیونکہ دین کامل ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کے مطابق ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾ (المائدہ: ۳) ''یعنی آج کے دن میں نے (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا۔'' اور اس حدیث کے مطابق ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.)) ❹ ''اور اس کے حدیث کے مطابق ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) ❺ ''یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی بھی ایسا نیا (دین میں) کام جس پر ہماری طرف سے دلیل نہیں ہے، تو وہ مردود ❻ ہے۔''

اور اس آیت کے مطابق ﴿فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ فَقَدِ اهْتَدَوْا﴾ (البقرہ: ۱۳۷) ''یعنی اگر وہ (کفار) تم (صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین) جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں۔ اور اس

---

❶ ابوداؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ٤٦٠٧۔ ترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی بالاخذ بالسنة: ٢٦٧٦.

❷ ایضاً ❸ گمراہی ایضاً

❹ متفق علی صحته. ❺ اخرجه مسلم

❻ یعنی ناقابل قبول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے مطابق ((فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ)) "یعنی میرے طریقے (آپ ﷺ) اور خلفائے راشدین (یعنی ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین) کے طریقے کو اپنا لو۔"

اور اس حدیث کے مطابق ((مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِي)) "یعنی راہِ ہدایت وہی ہے جس پر میں (آپ ﷺ) اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔"

مذکورہ بالا آیات واحادیث بدعت کی پہچان کا آسان راستہ ہیں۔ یعنی وہ بات (نئی چیز) جو نہ قرآن کریم میں ہو، نہ احادیث رسول ﷺ میں ہو، نہ خلفائے راشدین (ابوبکر وعمر وعثمان و علی رضی اللہ عنہم) کا طریقہ ہو، اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہو، اس کے بدعت، ضلالت اور گمراہی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

واضح رہے کہ بدعت سے مراد دین میں نیا کام ہے۔ دنیاوی کام اس میں داخل نہیں ہیں۔ ❶

میرے پیش نظر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی کتاب "میلاد النبی ﷺ" ہے۔ جو ایک بڑی کتاب ہے اور تقریباً آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے اور اسے ادارہ منہاج القرآن نے شائع کیا ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے میلاد النبی ﷺ کو ثابت کیا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

> "میلاد مصطفیٰ ﷺ کے سلسلہ میں مسرت وشادمانی کا اظہار کرنا، محافل ذکر ونعت کا انعقاد کرنا اور کھانے کا اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے سب سے نمایاں مظاہر میں سے ہے۔" ❷

ذیل میں اس کتاب سے اہم اہم دلائل کو بیان کیا جائے گا اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ

---

❶ جیسے ریل گاڑی، ہوائی جہاز، ٹیلی فون وغیرہ۔

❷ دیکھئے: میلاد النبی ﷺ ابتدائیہ صفحات نمبر ۳۶ ڈاکٹر محمد طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نمبر ا:

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب کے باب اوّل میں ''فلسفہ یاد'' پیش کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام میں موجود عبادات انبیاء علیہ السلام یا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی یاد منانا ہے۔ جیسے نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام کی یاد منانا ہے۔ جب کہ احرام، طواف، سعی، قربانی رمی جسمار وغیرہ سب انبیاء وغیر انبیاء کی یاد منانا ہے۔ جیسے حضرت محمد ﷺ، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ وغیرہ۔ لہٰذا آپ ﷺ کی یاد تو لازماً منائی جاسکتی ہے۔

ذیل میں کچھ اقتباسات پیش کیے جارہے ہیں جس سے بات بالکل واضح ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ

''دین کی بنیاد اور ستون قرار دی جانے والی پانچ نمازیں...... جنہیں اسلام اور کفر کے مابین امتیاز کا درجہ حاصل ہے اور جو تمام مسلمانوں پر فرض کی گئی ہیں...... دراصل اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء کے اُن سجدہ ہائے شکر کی یاد منانے سے عبارت ہیں جو انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مختلف مواقع پر بہ صورت نوافل ادا کیے۔''[1]

ملاحظہ کیجیے:

''حج اُن فرض عبادات میں سے ہے جس کے جملہ مناسک دراصل رب کریم کے برگزیدہ انبیاء کی محبوب عبادات، اداؤں اور معمولات کی یاد منانے پر مشتمل ہیں۔''[2]

جائزہ:

وجہ نمبر 1:...... عبادات اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے ہوتی ہیں، کسی انسان کی یاد منانے کے لیے نہیں ہوتیں...... قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰہ: ١٤) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ''میری یاد کے لیے نماز قائم کر۔''

وجہ نمبر 2:...... تمام عبادات کی نیت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، کسی مخلوق کے لیے

[1] میلاد النبی ﷺ: فصل اوّل، ص: ٦٣، از ڈاکٹر طاہر القادری

[2] میلاد النبی ﷺ: فصل دوم، ص: ٧٠، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾(الانعام: ١٦٢، ١٦٣) ''یعنی آپ ﷺ فرما دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری ساری عبادات اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ (یعنی آپ ﷺ) کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔''

وجہ نمبر3:......''فلسفہ یاد'' میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے، کیونکہ عبادات اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے ہوتی ہیں، کسی مخلوق کی یاد کے لیے نہیں۔اسی طرح عبادات کی نیت بھی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے اور عبادات میں شرک کی ممانعت ہے۔آیت ملاحظہ فرمائیں:﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء: ٣٦) ''یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔''

ایک شخص جو صرف اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے نماز پڑھتا ہے اور دوسرا شخص جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ ساتھ نبی کی یاد بھی مناتا ہے، دونوں کا فرق بالکل واضح ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری میلاد النبی ﷺ کو ثابت کرتے ہوئے صحیح عقیدہ سے ہٹ گئے ہیں، ایسا عقیدہ جس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔

دلیل نمبر۲:

موصوف نے اپنی کتاب کے باب سوم میں میلاد انبیاء کو سنت الٰہیہ یعنی اللہ تعالیٰ کی سنت کہا ہے۔نعوذ باللّٰہ من ذلك۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انبیاء کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔لہٰذا میلاد انبیاء منانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔

ایک اقتباس ملاحظہ ہو: ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا میلاد بیان کیا ہے۔'' پھر لکھتے ہیں: ''لہٰذا اس اعتبار سے محبوب خدا ﷺ کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے۔''[1]

اور دلیل کے لیے خاص طور پر دو آیتوں کو بیان کیا ہے۔ملاحظہ کیجیے:

[1] میلاد النبی ﷺ: باب سوم، ص: ۱۵۶، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ سَلٰمٌ عَلَیۡہِ یَوۡمَ وُلِدَ وَ یَوۡمَ یَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ یُبۡعَثُ حَیًّا﴾

(مریم: ۱۵)

"اور سلام اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن فوت ہو گا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھایا جائے گا۔"

﴿وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا﴾

(مریم: ۳۳)

"اور خاص سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن فوت ہوں گا اور جس دن زندہ ہو کر اٹھایا جاؤں گا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تین مقامات پر سلام کہا ہے۔ یعنی یومِ ولادت، یوم وفات اور حشر کا دن۔ موصوف لکھتے ہیں: "اگر ولادت کا دن قرآن وسنت اور شریعت کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت کا حامل نہ ہوتا تو اس دن بطور خاص سلام بھیجنا اور قسم کھانے کا بیان کیا معنی رکھتا ہے۔"[1]

جائزہ:

یہ دلیل کئی وجوہات کی بناء پر غلط ہے۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔

وجہ نمبر 1:......لفظ "سَلَامٌ" ہمیشہ اہمیت کے معنوں میں نہیں ہوتا۔ آیات ملاحظہ کیجیے: ﴿وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳) "یعنی جاہل جب اُن (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں) سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندے) کہہ دیتے ہیں، سلام ہے۔"

کیا اس آیت میں "سلام" جاہلوں کی اہمیت کے لیے بیان کیا گیا ہے؟

وجہ نمبر2:......لفظ "سَلَامٌ" کا مطلب دن منانا نہیں ہوتا۔ آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَ

[1] میلادالنبی ﷺ: فصل اوّل، ص: ۱۵۸، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ....﴾ (الانعام: ٥٤) ”یعنی آپ ﷺ جب آپ کے پاس ایمان والے (غریب بے سہارا مسلمان) ❶ آئیں تو آپ ﷺ کہہ دیں کہ تم پر سلامتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ خود آپ ﷺ کو فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ اُن غریب مسلمانوں پر سلام بھیجیں۔ اس کی کتنی اہمیت ہوگی؟

کیا آپ ﷺ نے اُن کا دن منایا؟

کیا لفظ ”سلام“ کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے؟

کیا آپ ﷺ جن پر وحی نازل ہوتی تھی، جانتے نہ تھے کہ ”سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ“ کا مطلب دن منانا ہوتا ہے؟

وجہ نمبر 3:......لفظ ”سَلَامٌ“ ایک مطلب امن و سلامتی ہے۔ یعنی کسی چیز کو امن و سلامتی کامل جاننا۔ مذکورہ بالا آیت جس میں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام پر سلام کا تذکرہ ہے، یہی معنی ہے۔

تمام بڑے مفسرین جن میں حافظ ابن کثیر، امام ابن جریر الطبری، امام بغوی امام جلال الدین المحلی و امام جلال الدین السیوطی، الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر العدی شامل ہیں، یہی معنی بیان کیا ہے۔

یعنی تین مقامات پر یعنی یوم ولادت، یوم وفات اور یوم حشر کے دن حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو خاص طور پر امن و سلامتی حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورۃ مریم آیت نمبر ١٥ اور آیت نمبر ٣٣

((ای له الامان فی هذه الثلاثة الاحوال)) ❷

((وامان من الله یوم ولد من ان یناله الشیطان من السوء بما

---

❶ تفسیر احسن البیان مذکورہ آیت سورۃ الانعام آیت نمبر ٥٤ صفحہ نمبر ٣٥٩.

❷ تفسیر ابن کثیر مذکورہ آیت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ينال به بنی آدم .)) ❶

((فخص يحيى بالسلامة فی هذه المواطن)) ❷

((ای فی هذه الايام المخوفة التی يری فيها ما لم يره قبلها فهو امن فيها .)) ❸

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے تفسیر بھی غلط کی ہے اور لفظ "سَلٰمٌ" کے معنی بھی غلط بیان کیے ہیں۔

وجہ نمبر 4:......قرآن کریم میں کسی چیز کی پیدائش کا تذکرہ، ذکر میلاد نہیں ہوتا۔ اُس پر بے ادبی یہ کہ اسے سنت الٰہیہ قرار دیا ہے۔ نعوذ باللہ

آیات ملاحظہ کیجیے: ﴿قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (الاعراف : ۱۲) اس آیت میں شیطان کا تذکرہ ہے، جب اللہ ربّ العزت نے اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

کہنے لگا کہ میں اُس (آدم علیہ السلام) سے بہتر ہوں، کیونکہ تو نے (یعنی اللہ رب العزت نے) مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس (آدم علیہ السلام) کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس آیت میں شیطان کی تخلیق کا تذکرہ ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ شیطان کا میلاد بیان فرما رہے ہیں؟ نعوذ بالله من ذلك

دوسری آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (نوح : ۲۷) "حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے لیے بددعا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر تو انھیں چھوڑ دے گا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور فاجروں اور ڈھیٹ کافروں کو ہی جنم دیں گے۔"

اس آیت میں فاجروں اور ڈھیٹ کافروں کی پیدائش کا تذکرہ ہے اور لفظ بھی "يَلِدُوْا"

---

❶ تفسیر طبری مذکورہ آیت. ❷ تفسیر بغوی مذکورہ آیت.

❸ تفسیر جلالین مذکورہ آیت.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہوا ہے۔ اسی سے ولادت ہے۔ کیا یہاں اللہ تعالیٰ فاجروں اور ڈھیٹ کافروں کا میلاد بیان کر رہے ہیں؟

کیا ڈاکٹر طاہر القادری اسی کو ''سنت الٰہیہ'' کا نام دیتے ہیں؟

موصوف کو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔

تیسری آیت ملاحظہ ہو: ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (النور: ٤٥) ''اور تمام کے تمام چلنے پھرنے والے جانداروں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پانی سے پیدا کیا ہے، ان میں سے بعض تو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، بعض دو پاؤں پر چلتے ہیں، بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے جانداروں کی پیدائش کا تذکرہ فرمایا ہے۔ کیا یہاں اللہ ربّ العزت جانداروں کا میلاد بیان فرما رہے ہیں؟ (نعوذ باللہ)

دلیل نمبر ۳:

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب کے باب چہارم میں قرآن کریم کی کچھ آیات بیان کی ہیں اور انھیں عید میلاد کے لیے دلیل بنایا ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ﴾ (المائدہ: ١١٤)

''کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما! کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں جو اوّل ہیں اور جو بعد کے ہیں، سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔''

اس آیت کے بارہ میں موصوف لکھتے ہیں کہ: ''قرآن مجید نے اس آیت میں نبی کی زبان سے یہ تصور دیا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی نعمت اترے اس دن کو بطور عید منانا اس نعمت کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شکرانے کی مستحسن صورت ہے۔" ❶

چونکہ آپ ﷺ کی پیدائش بہت بڑی نعمت ہے لہٰذا اسے بھی "عید" ہونا چاہیے۔

دوسری آیت جو دلیل کے طور پر بیان کی ہے یہ ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ (یونس: ٥٨) "یعنی آپ ﷺ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت سے خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔"

چونکہ ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک فضل اور رحمت سے مراد آپ ﷺ ہیں لہٰذا آپ کی پیدائش پر خوب خوشی منانی چاہیے۔

موصوف لکھتے ہیں: "لہٰذا آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ مسلمان یومِ ولادت رسول اکرم ﷺ کو "عید میلاد النبی ﷺ کے طور پر منائیں۔" ❷

جائزہ:

ان دو آیات سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ وجوہات درج ذیل ہیں۔

پہلی آیت: ﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ﴾ (المائدہ: ١١٤) "اے اللہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما! کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں جو اوّل ہیں اور جو بعد کے ہیں، سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔"

وجہ نمبر 1:......نزولِ خوان کے دن کو عید بنانے کی خواہش عیسیٰ علیہ السلام کی ہے ان کی امت کی نہیں۔ کسی دن کو "عید" قرار دینا اللہ اور نبی کا اختیار ہے، امت کا نہیں۔ اس آیت میں بھی نزولِ خوان کے دن کو عید، عیسیٰ علیہ السلام نے قرار دیا ہے، ان کے حواریوں نے نہیں۔ یہ آیت صرف یہی ثابت کرتی ہے کہ ایک نبی نے ایک خاص دن کو "عید" کے لیے دُعا کی جو کہ نبی کا اختیار

---

❶ میلاد النبی ﷺ: باب چہارم، صفحہ نمبر: ۲۰۱، از ڈاکٹر طاہر القادری

❷ میلاد النبی ﷺ: باب چہارم، ص: ۲۰۱، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ امت کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ نہ ہی ان کے (عیسیٰ علیہ السلام) کے حواریوں نے اس دن کو بذات خود اختیار کیا۔

آج کا کوئی امتی اس آیت کو میلاد النبی پر کیسے دلیل بنا سکتا ہے، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور اس آیت سے میلاد النبی ﷺ کو "عید" بنانے والا امتی ہے۔ کیا یہ شریعت سازی نہیں ہے؟ آپ ﷺ کے بارہ میں قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾ (الاعراف: ۱۵۷) "وہ (آپ ﷺ) ان کو نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور بری چیزوں کو حرام فرماتے ہیں۔"

لہٰذا اگر میلاد النبی ﷺ کو "عید" قرار دینا ہے تو ہمیں اپنے نبی ﷺ کے قول، فعل یا تقریر کو دیکھنا ہوگا۔

وجہ نمبر 2:...... عبادات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کی جاتی ہیں۔ اپنی طرف سے دین میں کوئی عبادت مقرر نہیں کی جا سکتی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیت ہے: ﴿وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا﴾ (البقرہ: ۱۲۸) "اور ہمیں اپنی عبادتیں سکھا۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کے وقت یہ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگی ہے۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو: ﴿فَإِذَا أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۳۹) "جب امن ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح کہ اس نے تمھیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے۔"

معلوم ہوا کہ عبادات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر کی جاتیں ہیں۔ عید میلاد النبی ﷺ چونکہ ایک عبادت ہے۔ لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مقرر ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

وجہ نمبر 3:...... دین میں کسی عبادت کی حکمت یا وجہ کو دیکھتے ہوئے اُسی طرح کی دوسری عبادت نہیں بنائی جا سکتی۔ جیسے نزول مائدہ کے دن کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے عید کا دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقرر کرنا اور اس کی حکمت یا وجہ شکر یہ نعمت بتانا۔ اس وجہ کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ کو نعمت کہنا اور ان کی پیدائش پر عید میلاد منانا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے عید مقرر کی تھی، غلط ہے۔

ذیل میں مثالوں کے ذریعے بات سمجھائی جائے گی۔

یہ بات معلوم ہے کہ قربانی ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

جیسا کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ: ((ما ھذہ الاضاحی؟ قال سنة ابیکم ابراھیم.)) ❶ "یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت۔"

چونکہ قربانی ایک عبادت ہے لہٰذا کوئی اس حدیث سے یہ دلیل پکڑے کہ آپ ﷺ نے خود ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کو عبادت بنایا ہے لہٰذا ہم بھی اسوہ رسول ﷺ پر چلتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے طریقوں کو عبادت بنا سکتے ہیں۔

جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی بیابان وادی میں چھوڑا تھا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: ((حَتّٰی وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ.)) ❷ "ان دونوں (یعنی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو خانہ کعبہ کے پاس چاہ زمزم پر مسجد حرام کی جگہ چھوڑ دیا، اس وقت مکہ میں تو آدمی کا نام ونشان نہ تھا اور نہ ہی پانی موجود تھا۔"

کیا اپنے بیوی بچوں کو سنت ابراہیم علیہ السلام پر چلتے ہوئے بیابانوں میں چھوڑا جا سکتا ہے؟ کیا یہ عبادت ہوگی؟ نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے عمل کو "سنت" قرار دیا ہے اور بیوی بچوں کے چھوڑنے کو "سنت" نہیں قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کو "سنت" قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک آپ ﷺ اسے "سنت" قرار نہ دیں اور

❶ احمد و ابن ماجه بحواله نيل الاوطار باب: الهدايا والضحايا صفحه نمبر ٤٦٧.

❷ مختصر صحيح بخارى، جلد دوم، كتاب احاديث الانبياء، حديث نمبر: ١٤١٥، صفحه نمبر: ١٥١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں یہ اختیار حاصل نہیں کہ ہم براہ راست کسی بھی کے طریقہ کو عبادت بنالیں، جب تک آپ ﷺ اس کو عبادت قرار نہ دیں۔ کسی سابقہ نبی کے طریقہ کو اپنی طرف سے عبادت قرار دینا "بدعت" ہے اور یہی غلطی ڈاکٹر طاہر القادری نے حضرت عیسیٰ اور نزول خواں والی آیت سے دلیل پکڑ کر کی ہے۔ ایک عبادت کی وجہ دیکھ کر دوسری عبادت نہیں بنائی جاسکتی۔ قربانی کی وجہ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے تو کیا ابراہیم علیہ السلام کی ہر سنت عبادت بن جائے گی؟ عیسیٰ علیہ السلام نے نزول خوان پر عید کی مقرر کی ہے تو کیا اب ہر نعمت پر عید مقرر کی جائے گی؟

یہ معلوم ہے کہ سعی صفا و مروہ کی وجہ حضرت ہاجرہ کا دوڑنا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ((فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَذٰلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا .)) ❶ "یعنی حضرت ہاجرہ نے اس طرح سات چکر لگائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس لیے صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ سعی صفا مروہ کی وجہ حضرت ہاجرہ کا دوڑنا تھا۔ تو کیا حضرت ہاجرہ کا ہر عمل عبادت بن جائے گا؟

جیسا کہ حضرت ہاجرہ نے آبِ زم زم کے ارد گرد حوض ❷ بنایا تھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ: ((حَتّٰى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ .)) ❸ "جب پانی (آبِ زم زم) بہنے لگا تو حضرت ہاجرہ اس کے گرد منڈیر بنا کر حوض کی شکل دینے لگیں۔"

اب اگر کوئی شخص آبِ زم زم کے ارد گرد حوض بنا کر کہے کہ یہ حضرت ہاجرہ کی سنت ہے، جس طرح کہ تم سعی صفا و مروہ کرتے ہو تو اسے کہا جائے گا کہ عبادت میں وجہ نہیں دیکھی جاتی۔

---

❶ مختصر صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر: ١٤١٥، ص: ١٥٢۔
❷ منڈیر بنا کر حوض کی شکل دینے لگیں۔
❸ مختصر صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ١٤١٥، صفحہ نمبر ١٥٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک عبادت کی وجہ دیکھ کر دوسری عبادت نہیں بنائی جاسکتی۔ کیونکہ عبادات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مقرر کرتے ہیں۔ آیت ملاحظہ ہو: ﴿وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰىكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۹۸)
"اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمھیں ہدایت دی۔"

بالکل اسی طرح نزول خوان پر "عید" کی وجہ سے کسی دوسری جگہ عید نہیں بنائی جاسکتی۔

جائزہ:

ڈاکٹر طاہر القادری نے میلاد النبی ﷺ پر جو دوسری آیت بیان کی ہے، درج ذیل ہے:
﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ (یونس: ۵۸) "آپ کہہ دیجیے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے۔ وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں۔"

اس آیت کو میلاد النبی ﷺ کے لیے دلیل بنانا غلط ہے۔ وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ نمبر 1:...... اس آیت کو غور سے پڑھیے اور ترجمہ بھی دیکھیے۔ نہ تو اس میں نہ آپ کے میلاد کا تذکرہ ہے اور نہ کسی دن منانے کا۔ اس آیت میں صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کا تذکرہ ہے اور اس فضل و رحمت کے ساتھ خوش ہونے کا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے میلاد کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وجہ نمبر 2:...... اس آیت میں فضل و رحمت سے مراد آپ ﷺ لینا غلط ہے۔ بڑے بڑے ائمہ تفسیر جیسے امام ابن کثیر، امام طبری، امام بغوی نے فضل و رحمت سے مراد ایمان، اسلام اور قرآن لی ہے۔ ملاحظہ کیجیے: تفسیر ابن کثیر میں ہے: ((ای بهذا الذي جاءهم من الله الهدى ودين الحق.)) ❶ "یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور دین حق آیا ہے۔"

تفسیر بغوی میں ہے: ((قال مجاهد فضل الله: ايمان: ورحمته القرآن)) ❷
"مجاہد کہتے ہیں کہ فضل اللہ سے مراد ایمان ہے اور اس کی رحمت سے مراد قرآن ہے۔"

---

❶ تفسیر ابن کثیر دیکھیے: سورة یونس آیت نمبر ۵۸.

❷ تفسیر بغوی دیکھیے: سورة یونس، آیت نمبر: ۵۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((قال ابو سعید خدری: فضل اللہ القرآن ورحمته ان جعلنا من اهله .)) ❶

''ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ فضل اللہ سے مراد قرآن ہے اور اس کی رحمت سے مراد ہے کہ ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنا بنا دے۔''

((وقال ابن عمر فضل الله: الاسلام ورحمته تزينيه فى القلب .)) ❷

''اور ابن عمر کہتے ہیں کہ فضل اللہ سے مراد سلام ہے اور اس کی رحمت سے مراد اسلام کا دل میں رچ بس جانا۔''

تفسیر طبری میں ہے:

((الذى تفضل به عليكم، وهو الاسلام فان الاسلام الذى دعاهم اليه والقران الذى انزله عليهم، خير مما يجمعون .))❸

''جس چیز سے تم پر فضل کیا گیا ہے وہ اسلام ہے کیونکہ اسلام اپنی طرف دعوت دیتا ہے، اور قرآن ہے جو ان پر نازل کیا ہے، اُن تمام چیزوں سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

ڈاکٹر طاہر القادری نے مختلف غیر معروف تفاسیر کے حوالے دے کر عوام الناس کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ ایسی تفسیر بھی شامل ہے جنھیں علماء اہل سنت بدعات میں شامل کرتے ہیں۔ جیسے امام زمخشری کی تفسیر کشاف۔ ❹

وجہ نمبر 3:...... فضل ورحمت والی آیت سے پچھلی آیت بھی قرآن کریم کے متعلق

---

❶ تفسیر بغوی دیکھئے: سورة يونس، آيت نمبر: ٥٨. ❷ ایضاً.

❸ تفسیر طبری دیکھئے: سورة يونس آيت نمبر ٥٨.

❹ دیکھئے: میلاد النبی ﷺ: صفحہ نمبر ٢١٥،٢١٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ملاحظہ کیجیے: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝﴾ (یونس: ۵۷) ''اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔''

وجہ نمبر 4:...... قرآن کریم میں ''فضل او رحمت'' کے بہت سارے معنی ہیں۔ کہیں اللہ تعالیٰ نے رزق کو اپنا فضل فرمایا ہے، کہیں بارش کو اپنی رحمت فرمایا ہے۔ کہیں وحی کو فضل کہا ہے کہیں قرآن کو۔

مذکورہ بالا آیت یعنی سورۃ یونس آیت نمبر ۵۸ میں کون سا فضل ورحمت مراد ہے؟ اس آیت میں اس فضل ورحمت کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ (یونس: ۵۸) ''یعنی وہ تمام دنیاوی چیزیں جو جمع کی جاتی ہیں ان سے بہتر ہے۔''

لہٰذا یہ خاص فضل ورحمت ہے۔ ایک فضل وہ بھی ہے جو آپ ﷺ پر ہوا اور قرآن کریم اسے ''فضل عظیم'' بھی کہتا ہے اور ''فضل کبیر'' بھی۔ آپ ﷺ کو فضل ورحمت قرار دینا (سورۃ یونس: ۵۵) کی اس آیت میں درست نہیں کیونکہ قرآن کریم نے کہیں بھی آپ ﷺ کو ''فضل عظیم'' یا ''فضل کبیر'' نہیں کہا۔ بلکہ ''فضل عظیم'' یا ''فضل کبیر'' وحی الٰہی ہے۔ جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی۔

ملاحظہ کیجیے: ﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝﴾ (النساء: ۱۱۳) ''اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اُتاری اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے۔''

یہ آیت واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت کو ''فضل عظیم'' کہا ہے۔ آپ ﷺ کو نہیں۔

دوسری آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَ لَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝﴾ (الاسـراء: ٨٦، ٨٧) ''اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی آپ کی طرف سے ہم نے اتاری ہے جب سلب کرلیں، پھر آپ کو اس کے لیے ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی میسر نہ آ سکے۔ سوائے آپ کی رب کی رحمت کے، یقیناً آپ پر اس کا بڑا ہی فضل ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر رحمت و فضل یہ ہے کہ آپ ﷺ سے وحی سلب نہیں کی جاتی۔

یہ مذکورہ بالا دونوں آیتیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ ''فضل عظیم'' اور ''فضل کبیر'' کتاب وحکمت اور وحی الٰہی ہے اور یہ فضل آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے۔

لہٰذا ایسا فضل ورحمت ہے جس پر ایمان والوں کو خوشی ہونی چاہیے وہ ''فضل عظیم'' اور ''فضل کبیر'' ہی ہونا چاہیے جو کہ کتاب وحکمت ہے۔ معلوم ہوا کہ سورۃ یونس آیت نمبر ۵۸ جہاں فضل و رحمت کا تذکرہ ہے وہ کتاب وحکمت ہے نہ کہ آپ ﷺ۔

وجہ نمبر 5: ......لفظ ''فَلْيَفْرَحُوْا'' کا مطلب خوشی منانا یا دن منانا نہیں ہوتا بلکہ خوش ہونا ہوتا ہے۔ جس طرح کسی انسان کو کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کا مادہ ف۔ ر۔ ح۔ ہے اور یہ فَرِحَ۔ یَفْرَحُ سے ہے۔ عربی لغت المنجد میں اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے۔

فَرِحَ - فَرحًا بالشئی: انشرح صدره وستر:

الفرح: السرور. [1]

یعنی کسی چیز کے ساتھ خوشی حاصل ہونا۔ سینہ میں انشراح کی کیفیت یا خوشی یا سرور۔

قرآن کریم سے اس کی مثالیں ملاحظہ کیجیے: ﴿الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (الروم: ۱ تا ٤) ''الم۔ رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔ چند سال

[1] المنجد فی اللغۃ۔ لفظ فرح ص: ٥٧٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں ہی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے۔"

اس آیت میں رومیوں کی فتح کا تذکرہ ہے اور فتح کے دن مسلمان خوش ہوں گے۔ مسلمانوں کے خوش ہونے کی خبر قرآن کریم نے دی ہے جو یقیناً سچی ہے۔

بعض علماء ❶ کے نزدیک یہ رومیوں کی یہ فتح اس وقت ہوئی جب مسلمانوں کو بدر میں فتح ہوئی اور مسلمان یقیناً خوش ہوئے۔ ❷ کیونکہ اس پر قرآن کریم کی گواہی ہے: ﴿وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (الروم: ٤) "اور اُس روز مسلمان خوش ہوں گے۔"

اور یقیناً ہوئے۔ لیکن کیا انھوں نے یہ خوشی منائی؟ کیا قرآن وحدیث سے کوئی ایسی دلیل موجود ہے کہ انھوں نے اس دن خاص اہتمام کیا؟ وہ خوش ہوئے لیکن یہ ایک فطری خوشی تھی جس طرح انسان اپنے آپ کو 'مسرور وشادمان' محسوس کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خوش ہونا اور بات ہے اور کسی خوشی کا منانا اور بات ہے؟ یہاں بھی لفظ يَفْرَحُ استعمال ہوا ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے: ((اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ.)) ❸ "یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔" (جس کا جانور صحرا میں گم ہوگیا تھا پھر اسے واپس مل گیا) یہ ایک لمبی حدیث کا جز ہے۔

یہاں بھی لفظ "فَرَحًا" ہے تو کیا اللہ تعالیٰ یہ خوشی مناتے ہیں یا خوش ہوتے ہیں؟

معلوم ہوا کہ لفظ فَرِحَ، يَفْرَحُ، فَرَحًا کا مطلب خوش ہونا ہوتا ہے جو کہ فطری خوشی ہے۔ منانا مطلب نہیں ہے۔

بالکل یہی لفظ سورۂ یونس کی آیت نمبر ۵۸ میں استعمال ہوا ہے "فَلْيَفْرَحُوْا" "پس چاہیے کہ وہ خوش ہوں۔"

---

❶ تفسیر احسن البیان سورة الروم آیت ١ ـ ٤.

❷ ترمذی تفسیر سورة الروم بحواله تفسیر احسن البیان سورة الروم آیت ٤ـ١ ص: ١١٢٤.

❸ لغات الحدیث ـ لفظ ف صفحه نمبر ٤٠٠: علامه وحید الزمان.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ نمبر6:......کیا آپ ﷺ جن پر یہ آیت نازل ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو سب سے پہلے مسلمان تھے، اس آیت کو نہ پڑھا؟ اور اس آیت کے مطابق خوش نہ ہوئے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس آیت کو پڑھا بھی ہے، لکھا بھی ہے اور عمل بھی کیا ہے اور خوش بھی ہوئے ہیں۔ کیونکہ اس پر قرآن کریم کی گواہی موجود ہے۔ ملاحظہ کیجیے: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ﴾ (الرعد: ٣٦) ''اور جنھیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو جو کچھ آپ پر اتارا جاتا ہے اس سے خوش ہوتے ہیں اور دوسرے فرقے (یعنی کفار) اس کی بعض باتوں کے منکر ہیں۔''

قرآن کریم واضح طور پر کہہ رہا ہے کہ جن کو ہم نے کتاب دی وہ خوش ہوتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اوّل مسلمان ہیں یقیناً خوش ہوئے۔

دوسری آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۝﴾ (التوبہ: ١٢٤) ''اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے، سو جو لوگ ایمان دار ہیں، اس سورت نے اُن کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔''

قرآن کریم کی یہ دونوں آیات واضح دلیل ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نزولِ قرآن پر خوش ہوتے رہے ہیں۔

بھلا بتائیے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے اس خوشی کا خاص اہتمام کیا؟ یا اسے منایا؟

لہٰذا قرآن کریم نے خود ہی ہمیں بتا دیا کہ خوشی کیسے کی جائے۔

قرآن کریم نے خوشی کا حکم بھی خود ہی دیا کہ ﴿فَلْيَفْرَحُوْا﴾ (یونس: ٥٨) ''پس چاہیے کہ وہ خوش ہوں۔'' اور ایمان والوں کا عمل بھی بتا دیا کہ وہ کیسے خوش ہوتے ہیں۔ ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾ (یونس: ٣٦) ''وہ خوش ہوتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے۔" اور ﴿وَهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ﴾ (التوبه: ١٢٤) "اور وہ خوش ہو رہے ہیں (بغیر منائے)۔"

قرآن کریم کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خوشی بغیر منائی کی ہے۔

لہٰذا قرآن کریم نے خوشی کا طریقہ بھی بتا دیا ہے۔

اب قرآن کریم کی رو سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانے کا اہتمام کرنا بدعت صریح ہے۔

دلیل نمبر ۴:

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب کے باب پنجم میں کچھ احادیث کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ احادیث درج ذیل ہیں۔

پہلی حدیث: ((لما قدم النبی ﷺ المدینة: وجد الیهود یصومون عاشوراء، فسئلوا عن ذلك، فقالوا: هذا الیوم الذی اظفر الله فیه موسی وبنی اسرائیل علی فرعون، ونحن نصومه تعظیماله، فقال رسول الله ﷺ: نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومه.)) [1]

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ رکھتے ہیں۔ اُن سے پوچھا گیا کہ تو انھوں نے کہا: اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تو ہم اس کی تعظیم کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

پھر لکھتے ہیں: "اس سے کسی عظیم دن کے منانے کا جواز خود سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل رہا ہے اور اہل ایمان کے لیے یوم میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون سا عظیم دن ہو سکتا ہے۔" [2]

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے رکھا لہٰذا ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب الیهود، حدیث نمبر: ۳۷۲۷.

[2] میلاد النبی ﷺ: باب پنجم، ص: ۲۵۵، از ڈاکٹر طاہر القادری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دن کو منا سکتے ہیں۔

دوسری حدیث ملاحظہ کیجیے: ((ان رسول اللّٰہ ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنین؟ قال ﷺ: ذاك یوم ولدت فیه ویوم بعثت او انزل علی فیه .)) ❶

''آپ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی یا مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔''

پھر لکھتے ہیں: ''حضور نبی اکرم ﷺ نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے یوم میلاد پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی تلقین فرمائی اور ترغیب دی۔'' ❷

یعنی آپ ﷺ نے روزہ رکھ کر یوم ولادت منایا۔

تیسری حدیث ملاحظہ کیجیے: ((فلما مات ابولهب اديه بعض أهله بشرّ حيبة ، قال له: ماذا لقيت؟ قال ابولهب: لم ألق بعدكم غير انى سقيت فى هذه بعتامتتى ثوبية .)) ❸

اس حدیث سے جو دلیل بنتی ہے وہ یہ ہے: ''حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں اُس ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کردی جاتی ہے جس کی مذمت میں قرآن حکیم میں ایک مکمل سورت نازل ہوئی ہے تو امت محمدیہ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر وثواب کا کیا عالم ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے۔'' ❹

جائزہ:

پہلی دلیل: یعنی آپ ﷺ نے یوم عاشورہ پر روزہ موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے رکھا لہٰذا آپ ﷺ کے میلاد کو بھی منایا جاسکتا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۶۲.

❷ میلاد النبی ﷺ، ص: ۲۸۱، از ڈاکٹر طاہر القادری

❸ صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۴۸۱۳.

❹ میلاد النبی ﷺ، ص: ۲۹۶، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دلیل بہت ساری وجوہات کی بناء پر غلط ہے۔

وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ نمبر 1:......یوم عاشورہ (۱۰محرم) کو آپ ﷺ نے دن نہیں منایا بلکہ روزہ رکھا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں: ((فصامه رسول الله ﷺ)) ❶ ''پس آپ ﷺ نے روزہ رکھا۔ روزہ کے علاوہ خاص طور پر اس دن کوئی اور کام ثابت نہیں۔ جب یوم عاشورہ کو روزہ کے علاوہ کوئی دوسرا اہتمام کرنا یا منانا خلاف سنت ہے تو یوم عاشورہ کو دیکھتے ہوئے عید میلاد النبی ﷺ کیسے منائی جاسکتی ہے۔ جب میلاد النبی ﷺ منانے والے یوم عاشورہ نہیں مناسکتے تو عید میلاد النبی، یوم عاشورہ کو دیکھتے ہوئے کیسے مناسکتے ہیں؟ جب یوم عاشورہ منانا بدعت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے صرف روزہ رکھا ہے تو میلاد النبی ﷺ منانا تو اور بڑی بدعت ہے کیونکہ عاشورہ کا روزہ تو ثابت ہے لیکن ۱۲ ربیع الاوّل کا روزہ بھی ثابت نہیں۔

وجہ نمبر 2:......عبادات اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ مقرر کرتے ہیں۔ ایک عبادت کو دیکھ کر اس کی نقل میں دوسری عبادت نہیں بنائی جاسکتی۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۳۹) ''اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح کہ اس نے تمھیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے۔''

دوسری آیت میں ارشاد ہے: ﴿وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۹۸) ''اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمھیں ہدایت دی۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد)) ❷ ''کوئی بھی ایسا کام جس پر ہماری طرف سے دلیل نہیں ہے تو وہ مردود ❸ ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۳۰۔

❷ اخرجہ مسلم فی صحیحہ۔

❸ ناقابل قبول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ عبادت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ مقرر کرتے ہیں۔ کسی امتی کو یہ اختیار حاصل نہیں اور میلاد النبی ﷺ کے افعال عبادت ہیں۔

وجہ نمبر 3:......شرعی عبادت کو دیکھ کر اس کی نقل میں دوسری عبادت نہیں بنائی جاسکتی۔ یہ شریعت سازی ہے، صریح بدعت ہے اور ہر امتی کے لیے ناجائز ہے۔ کیا آپ ﷺ کی پانچ وقت کی مقررہ نمازوں کو دیکھ کر چھٹی نماز بھی بنائی جاسکتی ہے؟ اور دلیل اس کی یہ دی جائے کہ پانچ نمازوں کو مقرر کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ لہٰذا چھٹی نماز مقرر کرنا آپ ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔

بالکل یہی دلیل شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری دے رہے ہیں۔

ملاحظہ کیجیے: ''اس سے کسی عظیم دن منانے کا جواز خود سنت مصطفیٰ ﷺ سے مل رہا ہے اور اہل ایمان کے لیے یومِ میلاد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر اور کون سا عظیم دن ہوسکتا ہے۔'' (1)

آپ ﷺ نے مختلف روزے بھی مقرر فرمائے ہیں۔ جیسے یوم عاشورہ کا روزہ، یوم عرفہ، شوال کے چھ روزے وغیرہ۔ ان روزوں کو دیکھتے ہوئے کسی ''خاص دن'' کا روزہ بنایا جائے اور دلیل اس کی یہ دی جائے کہ روزوں کا مقرر کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ لہٰذا کوئی نیا روزہ مقرر کرنا برا نہیں بلکہ آپ ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔

آپ ﷺ نے دو عیدیں بھی مقرر فرمائی ہیں۔ لہٰذا تیسری عید بھی کسی خاص دن مقرر کی جائے اور دلیل یہ دی جائے کہ عیدیں مقرر کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ لہٰذا تیسری عید آپ ﷺ کی سنت کی پیروی ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ بھی ایسی ہی عید ہے۔

مشرکین بھی یہی کام کرتے تھے۔ اپنی مرضی سے حلال و حرام ٹھہراتے تھے۔ یہ افتراء علی اللہ ہے۔

آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ﴾ (الانعام: ۱۴۰) ''اور جو چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کے لیے

---

(1) میلاد النبی ﷺ: باب پنجم، ص: ۲۵۵، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دی تھیں اُن کو حرام کرلیا محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر۔ بے شک یہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے اور کبھی راہ راست پر چلنے والے نہیں ہوئے۔"

وجہ نمبر 4:......اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوٰۃ کی فرضیت بیان کی ہے اور حج کو بھی فرض قرار دیا۔ روزوں کو بھی فرض قرار دیا۔

کوئی شخص ان تمام کاموں کو "سنت الٰہیہ" کا نام دے۔ پھر اپنی طرف سے ٹیکس جاری کرے جس کو "زکوٰۃ" کا نام دے۔ ایک عبادت بنائے جسے "حج" کا نام دے اور کچھ "خاص" روزوں کو فرض بھی قرار دے۔ پھر ان تمام کاموں کی دلیل دے کہ یہ "سنت الٰہیہ" کی پیروی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری بعین یہی دلیل رکھتے ہیں۔

ملاحظہ کیجیے: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا میلاد بیان کیا ہے۔"

......"لہٰذا اس اعتبار سے محبوب خدا ﷺ کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے۔"[1]

وجہ نمبر 5:......کوئی خاص دن منانا یا مقرر کرنا کسی عظیم واقعہ یا وجہ سے نہیں ہوتا۔ بلکہ کوئی خاص دن منانا یا مقرر کرنا شریعت کا کام ہے۔ ہوسکتا ہے کہ شریعت کسی خاص دن کو مقرر کرے لیکن اس کے پیچھے کوئی عظیم واقعہ نہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ شریعت کسی دن کو مقرر کرے اور اس کے پیچھے کوئی عظیم واقعہ ہو۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی عظیم واقعہ ہو لیکن شریعت اسے مقرر نہ کرے۔ ہوسکتا ہے کہ شریعت کوئی دن مقرر کرے لیکن ہمیں اس کی وجہ یا حکمت معلوم نہ ہو۔ یعنی یہ خالصتاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی امتی کو یا عقل یا وجہ یا حکمت یا عظیم واقعہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ ذیل میں مثالیں دی جارہی ہیں جن سے بات واضح ہو جائے گی۔ ملاحظہ کیجیے۔

((لما قدم النبی ﷺ المدینة: وجد الیهود یصومون عاشوراء فسئلوا عن ذلك، فقالوا: هذا الیوم الذی اظفر اللّٰه فیه موسی وبنی اسرائیل علی فرعون، ونحن نصومه تعظیماً له، فقال

---

[1] میلاد النبی ﷺ: فصل سوم، ص: ۱۵۶، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ: نحن اولی بموسی منکم ثم امر بصومه .)) ❶

"جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ رکھتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون پر نصرت عطا فرمائی، اس کی تعظیم کے لیے اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کے حق دار ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ کبھی کسی دن کے پیچھے کوئی واقعہ ہوتا ہے اور شریعت اُس دن کو مقرر کر دیتی ہے۔ ((ثم امر بصومه)) ❷ "پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔" کے الفاظ واضح دلیل نہیں کہ اس دن کو آپ ﷺ نے خود مقرر فرمایا؟

دوسری حدیث ملاحظہ فرمائیں: ((فقال: رسول اللہ ﷺ: فاذا کان العام المقبل إن شآء اللہ صمنا الیوم التاسع .)) ❸ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آئندہ سال ان شاء اللہ ہم ۹ محرم کا روزہ رکھیں گے۔"

یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ نے ۹ محرم کا روزہ بھی مقرر فرمایا۔ جبکہ ۹ محرم کے پیچھے کوئی عظیم واقعہ نہیں ہے۔

جبکہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا واقعہ ۱۰ محرم یعنی عاشورا کو پیش آیا۔

معلوم ہوا کہ شریعت کبھی ایسا دن بھی مقرر کرتی ہے، جس کے پیچھے کوئی واقعہ نہیں ہوتا۔ ۹ محرم کا روزہ کیوں مقرر فرمایا اس کی وجہ یا حکمت اللہ اور آپ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیت ملاحظہ فرمائیں: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾ (آل عمران: ۱۲۱) "جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے، اس لیے اللہ ہی سے ڈرو!

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، حدیث نمبر: ۱۹۰۰۔ ❷ ایضاً۔

❸ صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۱۱۳۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاکہ تمھیں شکر گزاری کی توفیق ہو۔"

دوسری آیت ملاحظہ کیجیے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ﴾ (الانفال: ۹تا۱۰)

"اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو لگاتار آئیں گے اور یہ امداد اللہ تعالیٰ نے محض اس لیے کی تاکہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے۔"

تیسری آیت ملاحظہ کیجیے:

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾

(الانفال: ٤١)

"اور جو ہم نے اپنے بندے پر اس دن اتارا ہے، جو حق و باطل کی جدائی کا دن تھا، جس دن دو فوجیں (مسلمان اور کافر) بھڑ گئی تھیں۔"

مذکورہ بالا آیات غزوہ بدر کے بارہ میں ہیں۔ اس دن کی اہمیت ان آیات سے کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا خاص طور پر اپنی مدد کا بیان فرمایا، ایک ہزار لگاتار آنے والے فرشتے، پھر اللہ تعالیٰ کا اس دن کو "یوم الفرقان" یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا دن کہنا اس دن کی اہمیت بتاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اتنا اہم دن کہ جس کے بارہ میں قرآن کریم میں آیات نازل ہوئی ہیں، شرعی لحاظ سے کیوں منایا نہیں جاتا۔ اس دن کو کیوں مقرر نہیں کیا گیا؟

اس دن کیوں روزہ نہ رکھا گیا؟

بات واضح ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس دن کو مقرر نہیں کیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منانے کا حکم نہیں دیا لہٰذا ہم بھی اس کو نہیں مناتے۔

معلوم ہوا کہ شریعت کبھی ایسے دن کو مقرر نہیں بھی کرتی جس دن کوئی اہم یا بڑا واقعہ ہوا ہو۔

ان تمام حکمتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

حدیث ملاحظہ کیجیے: ((اوصاني خلليلي ﷺ بثلاث: صيام ثلاثة من كل شهر، وركعتي الضحى، وان اوتر قبل ان انام .)) ❶ ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: ''میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی۔ ہر ماہ تین روزے رکھنے، چاشت کی دو رکعت ادا کرنے اور یہ کہ میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔''

اُن تین باتوں میں سے جن کی تلقین آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی، ایک، تین دن کے روزے ہر ماہ رکھنا ہے۔

بھلا اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر ماہ تین دن ہی کیوں مقرر کیے ہیں۔ یہ ہر ماہ ایک دن یا دو دن یا چار دن کیوں مقرر نہیں کیے گئے؟

اور ہر ماہ صرف تین دن ہی کے روزے رکھنے کی کیا وجہ ہے؟ یا تین دن مقرر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہم جان سکتے ہیں؟

جب تک ہمیں اللہ تعالیٰ یا اس کا رسول ﷺ خود نہ بتائیں ہم کبھی نہیں جان سکتے۔ معلوم ہوا کہ شریعت کبھی ایسے دن بھی مقرر کرتی ہے جن کی وجہ یا حکمت ہمیں معلوم نہیں ہوتی۔

معلوم ہوا کہ شریعت کبھی کسی عظیم دن کو، یعنی کسی واقعہ والے دن کو مقرر کرتی ہے جیسے یوم عاشورا اور کبھی کسی اہم واقعہ والے دن کو مقرر نہیں کرتی جیسے یوم بدر۔

لہٰذا ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم جان سکیں کہ شریعت کون سے اہم واقعہ کا دن مقرر کرتی ہے اور کون سے واقعہ کا نہیں۔

لہٰذا اپنی طرف سے کسی عظیم دن کو مقرر کرنا بہت بڑی غلطی اور بدعت ہے۔

اور یہی غلطی ڈاکٹر طاہرالقادری نے کی ہے ملاحظہ کیجیے: ''اس سے کسی عظیم دن کے منانے

---

❶ صحيح بخاري، حديث نمبر: ١١٧٨.

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

کا جواز سنتِ مصطفیٰ ﷺ مل رہا ہے اور اہل ایمان کے لیے یوم میلاد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر اور کون سا عظیم دن ہو سکتا ہے۔"[1]

اس سے یعنی یومِ عاشورا سے کسی عظیم دن منانے کا جواز نہیں مل رہا، بلکہ سنت مصطفیٰ ﷺ سے کسی عظیم دن مقرر کرنے کا ثبوت مل رہا ہے اور آپ ﷺ کا کسی عظیم دن کو مقرر کرنا، ہمارے لیے کسی دوسرے عظیم دن کو منانے یا مقرر کرنے کا جواز نہیں ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس عظیم دن کو ہم مقرر کرنا چاہتے ہوں، شریعت اسے مقرر کرنا نہ چاہتی ہو۔

دوسری حدیث جو ڈاکٹر طاہر القادری نے میلاد پر پیش کی ہے وہ یہ ہے: ((ان رسول الله ﷺ سئل عن صوم يوم الاثنين؟ قال: ذاك يوم ولدت فيه ويوم بعثت او انزل علي فيه.))[2] "آپ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی یا اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔"

ڈاکٹر طاہر القادری لکھتے ہیں: "آپ ﷺ اپنے میلاد کے دن روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ تشکر و امتنان فرماتے۔"[3]

جائزہ:

اس حدیث کو میلاد النبی ﷺ پر دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ نمبر 1:...... آپ ﷺ اپنی ولادت کے دن روزہ رکھتے تھے۔ اس دن کو مناتے نہ تھے۔ نہ اس دن کو منانے کا کوئی خاص اہتمام فرماتے۔ لہٰذا مذکورہ بالا حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے یوم ولادت کو منانا "بدعت" ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس دن صرف روزہ رکھا ہے۔

---

[1] میلاد النبی ﷺ: باب پنجم، ص: ۲۵۵، از ڈاکٹر طاہر القادری

[2] صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۶۲.

[3] میلاد النبی ﷺ: فصل اوّل، ص: ۶۳، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ نمبر 2:......مذکورہ بالا حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ شرعی لحاظ سے آپ کی ولادت کا دن، پیر کا دن ہے اور یہ پیر کا دن سال میں ایک دفعہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ہفتے پیر کا دن ہے یعنی ہر پیر کا دن شرعی لحاظ سے یوم ولادت ہے۔

حدیث ملاحظہ ہو: ((وعن عائشة رضى الله عنها، قالت: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ)) ❶ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خاص اہتمام سے رکھتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ لہٰذا شرعی لحاظ سے یوم ولادت پیر کا دن ہے اور ہر پیر کا دن ہے جس کا سالانہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

واضح ہوا کہ سال میں ایک دفعہ، ربیع الاوّل کے مہینے میں ۱۲ تاریخ کو میلاد النبی ﷺ منانا بدعات کا مجموعہ ہے۔

آپ ﷺ نے سال میں ایک دفعہ نہیں بلکہ ہر پیر کو روزہ رکھا۔ سال میں ایک دفعہ منانا یہ پہلی بدعت ہے۔ آپ ﷺ نے اس دن کو منایا نہیں بلکہ روزہ رکھا۔ اس کو منانا دوسری بدعت ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا یوم ولادت پیر کو فرمایا نہ کہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو۔ لہٰذا ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو میلاد النبی ﷺ منانا تیسری بدعت ہے۔

وجہ نمبر 3:......۱۲ ربیع الاوّل کا دن آپ ﷺ کا شرعی یوم ولادت نہیں ہے۔ بلکہ شرعی یوم ولادت ہر پیر کا دن ہے جو حدیث میں مذکور ہے۔ ۱۲ ربیع الاوّل کا دن آپ ﷺ کا تاریخی ❷ یوم ولادت ہے۔ ۱۲ ربیع الاوّل کے تاریخی یوم ولادت ہونے کی سب سے بڑی دلیل علماء اہل سنت کا اس تاریخ میں اختلاف ہے۔ اگر واقعتاً یہ تاریخ واضح طور پر قرآن وحدیث میں موجود ہوتی تو اس اختلاف کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ جیسا کہ ''پیر'' کا دن ہے۔ تاریخی یوم ولادت کا اختلاف درج ذیل ہے۔

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الصیام، حدیث نمبر: ۷۴۵.

❷ یعنی علم التاریخ والحساب کے لحاظ سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طبری اور ابن خلدون نے ۱۲ ربیع الاوّل کہا جبکہ حافظ ابن کثیر نے ۱۰ ربیع الاوّل کہا۔ ❶ محمد طلعت عرب نے ۹ ربیع الاوّل کہا۔ ❷ مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ۹ ربیع الاوّل کہا۔ ❸ علامہ محمد سلیمان منصور پوری نے ۹ ربیع الاوّل کہا۔ ❹ علماء کا ہر طبقہ اپنے پاس معقول دلائل رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے تاریخی یوم ولادت میں کافی اختلاف ہے۔

وجہ نمبر 4:...... آپ ﷺ کا یوم ولادت یعنی جس دن روزہ رکھنا ہے، وہ شرعی یوم ولادت ہے یعنی "پیر" کا دن یعنی ہر "پیر" کا دن۔ تاریخی یوم ولادت، شرعی یوم ولادت نہیں ہے یعنی "پیر" ❺ نہیں ہے۔ لہٰذا اس دن روزہ نہیں رکھا جائے گا تاریخی یوم ولادت کو شرعی یوم ولادت بنانا "بدعت" ہے اور دین میں تبدیلی ہے۔

وجہ نمبر 5:...... "پیر" کے دن کو صرف یوم ولادت کہنا درست نہیں ہے یعنی یہ کہنا کہ آپ ﷺ نے پیر کے دن صرف اور صرف اس لیے روزہ رکھا یہ آپ کا یومِ ولادت ہے، درست نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے بہت سارے اسباب اکھٹے ہونے پر پیر کے دن کا روزہ رکھا، صرف ولادت کے دن کے لیے نہیں رکھا۔ احادیث ملاحظہ ہوں: ((عن ابی قتادة رضی اللہ عنہ، ان رسول اللہ ﷺ سئل عن صوم یوم الاثنین؟ قال: ذاك یوم وُلِدْتُ فِیْهِ، وَیَوْمُ بُعِثْتُ، اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ.)) ❻ "حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور اسی دی میری بعثت ہوئی یا اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔"

معلوم ہوا کہ پیر کے دن کے ولادت کے علاوہ بھی اسباب موجود ہیں۔ جیسے بعثت یا وحی کا نازل ہونا۔ حدیث ملاحظہ کیجیے: ((وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ ﷺ

---

❶ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص:۹۱: ڈاکٹر شوقی ابوخلیل۔

❷ تاریخ دول العرب والاسلام بحوالہ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص:۹۱۔

❸ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص۹۳۔ ❹ الرحیق المختوم: ص:۸۳۔

❺ یعنی صرف "پیر" نہیں ہے بلکہ ربیع الاوّل کی کچھ تاریخیں ہیں جیسے ۸، ۹، ۱۰، ۱۲۔

❻ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۶۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ ، فَأُحِبُّ اَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ .)) ❶ ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو (اللہ تعالیٰ کے ہاں) اعمال پیش کیے جاتے ہیں، پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل جب (اللہ تعالیٰ کے سامنے) پیش کیا جائے تو میں روزے دار ہوں۔''

معلوم ہوا کہ بعثت یا وحی کے علاوہ پیر کے دن اعمال بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور آپ ﷺ نے پیر کا روزہ اس وجہ سے بھی رکھا۔

لہٰذا پیر کو صرف اور صرف ولادت کا دن کہنا بھی درست نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے بہت سے اسباب کی وجہ سے پیر کے دن کا روزہ رکھا۔

وجہ نمبر 6:...... معلوم ہوا کہ اگر کوئی آپ ﷺ کے یوم ولادت کو منانا چاہتا ہے تو پیر کے دن کا روزہ رکھا جائے اور ہر پیر کو یہ روزہ رکھا جاسکتا ہے۔ سالانہ یعنی سال میں ایک مرتبہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اہتمام کرنا اور کوئی خاص کام کرنا اس دن ثابت نہیں ہے جیسا کہ احادیث بیان کی جاچکی ہیں۔

دلیل نمبر ۵:

ڈاکٹر طاہرالقادری نے میلادالنبی ﷺ پر جو احادیث پیش کی ہیں اُن میں سے ایک درج ذیل ہے: ((فلما مات ابولهب أريه بعض اهله بشرّ حيبة ، قال له: ماذا لقيت؟ قال أبولهب: لم ألق بعدكم غيراني سقيت في هذه بعتاقتي ثويبة .)) ❷ ''جب ابولہب مر گیا تو اس کے اہل خانہ میں سے کسی کو اُسے خواب میں دکھایا گیا۔ وہ برے حال میں تھا۔ اس سے پوچھا: کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا: میں بہت سخت عذاب میں ہوں، اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا۔ ہاں مجھے اس (انگلی) سے قدرے سیراب کردیا جاتا ہے۔ جس سے میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔''

---

❶ سنن ترمذی، ابواب الصوم، حدیث نمبر: ۷٤۷.

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر: ٤۸۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی جب ابولہب جیسے کافر کو آپ ﷺ کی وجہ سے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے تو مسلمانوں کو میلاد النبی ﷺ منانے پر ثواب کیوں نہیں ملے گا؟

جائزہ:

اس حدیث کو میلاد النبی ﷺ پر دلیل بنانا درست نہیں ہے۔ وجوہات درج ذیل ہیں۔

وجہ نمبر 1: ......اس روایت کو حدیث رسول ﷺ کہنا درست نہیں کیونکہ یہ اس آپ ﷺ کا فرمان نہیں ہے، بلکہ صحابی رسول ﷺ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا خواب ہے جو انھوں نے اسلام لانے سے پہلے یعنی حالت کفر میں دیکھا تھا۔ [1] اس کو حدیث رسول ﷺ ہرگز نہ سمجھیں کیونکہ قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کو ماننا واجب ہے جبکہ کسی صحابی کے خواب کو ماننا ضروری نہیں ہے۔

وجہ نمبر 2: ......ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا متفقہ فیصلہ چھوڑ کر جن میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ خود بھی شامل ہیں، یعنی میلاد النبی ﷺ نہ منانے کا متفقہ فیصلہ چھوڑ کر، ایک خواب کو ماننا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حالت کفر یعنی اسلام لانے سے پہلے دیکھا تھا، کہاں کا انصاف ہے؟ خواب دیکھنے والے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خود میلاد النبی ﷺ کیوں نہ منایا؟

وجہ نمبر 3: ......دین اسلام یا شریعت کسی انسانی خواب کی محتاج نہیں ہے۔ شریعت قرآن وحدیث کا نام ہے اور اسی کا ماننا ضروری ہے۔ آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳) ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے اور اطاعت نہ کرنا، اعمال کو باطل کرنا ہے۔

قرآن وحدیث میں کہیں بھی ہمیں انسانی خواب کو ماننے کا نہیں کہا گیا۔ البتہ انبیاء کے

[1] فتح الباری: کتاب النکاح، الجزء التاسع، ص: ۱۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواب سچ ہوتے ہیں۔ ❶ چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی نہیں ہیں لہٰذا ان کا خواب ماننا ضروری نہیں ہے۔

وجہ نمبر4:......انسانی خواب، شیطان کی دخل اندازی سے محفوظ نہیں ہے۔لہٰذا شریعت کے معاملہ میں انسانی خواب پر بھروسہ سراسر غلطی ہے۔

حدیث ملاحظہ کیجیے:((من رآنی فقد رأی الحق، فان الشیطان لا یتکوننی.)) ❷ دوسرے الفاظ((لا یتمثل الشیطان بی)) ❸ ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے (خواب میں) مجھے دیکھا تو اس نے یقیناً حق ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا۔'' دوسرے الفاظ یہ ہیں: ''شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔''

معلوم ہوا کہ شیطان خواب میں دخل اندازی کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ شیطان آپ ﷺ کی صورت، خواب میں اختیار نہیں کرسکتا۔یعنی جس شخص نے خواب میں آپ ﷺ کو دیکھا، اس نے حقیقت میں آپ ﷺ کو ہی دیکھا۔

لیکن شیطان آپ ﷺ کے علاوہ، کوئی بھی صورت اختیار کرسکتا ہے۔

کیا یہ ممکن نہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حالت کفر کے خواب میں، جس شخص کو ابولہب کی صورت میں دیکھا ہو وہ شیطان ہو اور لوگوں کو فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہو؟

کیا اس بات کی کوئی ضمانت قرآن وحدیث سے موجود ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جس شخص کو ابولہب کی شکل میں دیکھا تھا، وہ شیطان نہ تھا؟

وجہ نمبر5:......یہ خواب بذات خود قرآن کریم کے ظاہر کے خلاف ہے۔ملاحظہ کیجیے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝﴾

(تبت : ۱ تا ۲)

❶ مختصر صحیح بخاری، ترجمہ و فوائد عبد الستار حماد، ص: ۶۰۹.

❷ مختصر صحیح بخاری، کتاب التعبیر، حدیث نمبر: ۲۱۸۰.

❸ مختصر صحیح بخاری، کتاب التعبیر، حدیث نمبر: ۲۱۷۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ (خود) ہلاک ہوگیا۔ نہ تو اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔''

قرآن کریم میں ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹنے کا بیان ہے جبکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں ابولہب اپنے ہاتھ کی انگلی سے پلایا جاتا ہے۔ تضاد ظاہر ہے۔

دوسری آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (الاعراف: ۵۰) ''اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے، کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو یا اور ہی کچھ دے دو، جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے۔ جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کی کافروں کے لیے بندش کر دی ہے۔''

معلوم ہوا کہ کھانا اور پینا دونوں چیزیں کافروں کے لیے بند ہیں۔ لیکن اس خواب میں ابولہب کو پلایا جاتا ہے، کیا یہ تضاد نہیں ہے؟

تیسری آیت ملاحظہ کیجیے: ﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا﴾ (الفرقان: ۲۳) ''اور ہم اس کی طرف آئیں گے جو انھوں (یعنی کفار) نے کوئی بھی عمل کیا ہوگا تو اسے بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے۔''

قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کفار کے اعمال کو ضائع فرمائیں گے۔ لیکن مذکورہ خواب میں ابولہب اپنے عمل سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ یہ بات بھی ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلیل بنانا صحیح نہیں۔

دلیل نمبر ۶:

ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب کے باب ہفتم میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک اور دلیل بیان کی ہے۔ اصل میں یہ دلیل نہیں بلکہ دلیل کا جواب ہے۔ ملاحظہ کیجیے: لکھتے ہیں:

''محافل میلاد منعقد کرنا اور جشن عید منانا ایک مومن کے لیے سب سے بڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعادت ہے، مگر شومیٔ قسمت کہ بعض لوگ اس عظیم سعادت کو خلاف شریعت عمل قرار دیتے ہیں۔ وہ لوگ اس کے عدمِ جواز پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جشن میلاد قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے عمل سے ثابت نہیں، اس کا آغاز بعد کے اَدوار میں ہوا ہے۔ نیز یہ کہ حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جشن میلاد کیوں نہ منایا۔'' ❶

پھر اس کا جواب خود ہی دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ کے وصال کے بعد اگر انھوں نے آپ ﷺ کا یومِ ولادت ترک واحتشام سے نہیں منایا تو اس کی ایک خاص وجہ تھی۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ کا یومِ ولادت آپ ﷺ کے وصال کا دن بھی تھا، سرکارِ دو جہاں ﷺ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر غم و آلام کا ایک کوہِ گراں ٹوٹ گیا، اس لیے جب ان کی زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال کے صدمے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی اور جدائی کا غم از سر نو تازہ ہو جاتا۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی زندگی کی یادوں کے جلو میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو خوشی و غم کی کیفیتیں مل جاتیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وصال محبوب ﷺ کو یاد کر کے صدمہ زدہ دلوں کے ساتھ خوشی کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔ سو وہ ولادت کی خوشی میں جشن مناتے نہ وصال کے غم میں افسردہ ہوتے۔'' ❷

جائزہ:

ڈاکٹر طاہر القادری کی یہ دلیل کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میلاد النبی ﷺ کیوں نہ منایا، درست نہیں ہے۔

وجوہات درج ذیل ہیں۔

---

❶ میلاد النبی ﷺ: باب ہفتم ص: ۴۵۳، از ڈاکٹر طاہر القادری۔

❷ میلاد النبی ﷺ: باب ہفتم ص: ۴۵۳، ۴۵۴، از ڈاکٹر طاہر القادری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ نمبر1:......موصوف یہ پہلے طے کیے بیٹھے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں آپ ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ حدیث میں آپ ﷺ کا یومِ ولادت ہر ''پیر'' کا دن ہے یعنی ہر ہفتے پیر کا دن۔ ماہ ربیع الاول سے اس کا یعنی ولادت کے دن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو: ((ان رسول اللہ ﷺ سئل عن صوم الاثنین؟ قال: ذاك یوم ولدت فیه ویوم بعثت او انزل علی فیه)) ❶

''آپ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسی روز میری ولادت ہوئی اور اسی روز میری بعثت ہوئی یا اسی روز مجھ پر قرآن کریم نازل کیا گیا۔''

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کرنے پر آپ ﷺ نے پیر کے دن کو اپنا یوم ولادت فرمایا اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ ﷺ ہر ''پیر'' یعنی ہر ہفتے پیر کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں ولادت کا دن ہر ''پیر'' کا دن ہے۔ کیونکہ یہی شرعی یوم ولادت ہے یعنی جس دن روزہ رکھا جاتا ہے۔

یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ۱۲ ربیع الاول کے دن کی کوئی اہمیت ہے نہ وہ اسے آپ ﷺ کا شرعی یوم ولادت سمجھتے تھے۔

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ۱۲ ربیع الاول کے دن کو مانتے بھی نہ تھے تو اس کو منانے نہ منانے کا سوال ہی فضول ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں شرعی یوم ولادت ہر پیر کا دن جبکہ وفات کا دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ❷ ہے تو ٹکراؤ کا سوال ہی غلط ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری کی دلیل کی بنیاد ہی غلط ہے لہٰذا اس بنیاد پر کھڑے کیے جانے والے تمام سوال خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۶۲۔

❷ الرحیق المختوم: ص: ۶۳۰: صفی الرحمن مبارك پوری.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ۱۲ ربیع الاول کو یقینی طور پر آپ ﷺ کا تاریخی یوم ولادت ❸ کہنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ تاریخی یوم ولادت میں خود علماء کا اختلاف موجود ہے ❷۔ ❸

تاریخی یوم ولادت اور شرعی یوم ولادت کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے بہت ساری الجھنیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔

شرعی یوم ولادت کا مطلب ہے کہ جو دن آپ ﷺ نے اپنی ولادت کا مقرر فرمایا ہے یعنی ہر ''پیر'' کا دن جس کا ماہ ربیع الاول سے کوئی تعلق نہیں ہے ❹ اور اس دن روزہ رکھا جاتا ہے۔

جبکہ تاریخی یوم ولادت کا مطلب ہے کہ جو دن علماء تاریخ نے آپ ﷺ کا مقرر کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ کسی کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول کسی کے نزدیک ۱۰ ربیع الاول کسی کے نزدیک ۹ ربیع الاول ہے۔ ❺ علماء تاریخ، علم ہیئت، عیسوی تقویم، تاریخی واقعات، ریاضی و حساب وغیرہ کے ذریعہ یہ دن مقرر کرتے ہیں۔ جو تخمینی یعنی اندازاً ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ اس دن کا کسی عبادت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کیونکہ یہ شریعت کا دن نہیں ہے۔

وجہ نمبر 2:...... ڈاکٹر طاہر القادری کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: ''جیسا کہ سب جانتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ کا یومِ ولادت، آپ ﷺ کے وصال کا دن بھی تھا۔''

یہ بہت بڑی غلطی ہے کیونکہ آپ کا شرعی یوم ولادت ہر ''پیر'' کا دن ہے۔ جبکہ یومِ وصال ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ ہے اور اگر تاریخی یومِ ولادت لیا جائے تو وہ بہت ساری تاریخیں ہیں جیسے ۹ ربیع الاول، ۱۰ ربیع الاول، ۱۲ ربیع الاول اور بعض کے نزدیک ۸ ربیع الاول بھی ہے۔ ❻ جب کہ تاریخی یوم وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔ ❼

---

❶ علم التاریخ والحساب کے لحاظ سے۔ ❷ الرحیق المختوم: ص: ۸۳.

❸ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص: ۹۱، ڈاکٹر شوقی ابو خلیل.

❹ صحیح مسلم، کتاب الصیام، حدیث نمبر: ۱۱۶۲.

❺ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص: ۹۱، ۹۳، ڈاکٹر شوقی ابو خلیل۔

❻ اٹلس سیرت نبوی ﷺ: ص: ۹۱، ۹۳: ڈاکٹر شوقی ابو خلیل۔

❼ الرحیق المختوم ص: ۶۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ نمبر 3:......مذکورہ بالا وجوہات کے قطع نظر اگر ہم بالفرض آپ ﷺ کے یوم ولادت اور یوم وصال کو اکٹھا کر ہی لیں تو یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ آپ ﷺ کا یوم ولادت ''پیر'' کا دن ہے اور یہ بات بھی یقینی طور پر معلوم ہے کہ آپ ﷺ کا یوم وصال بھی ''پیر'' کا دن ہے اور یہ بات بھی یقینی طور پر معلوم ہے آپ ﷺ نے پیر کے دن کا روزہ ولادت کی وجہ سے بھی روزہ رکھا۔

تو کیا جو شخص ''پیر'' کے روز ولادت کا روزہ رکھے تو کیا وہ یومِ وصال کے بھی روزہ رکھتا ہے جوکہ ''پیر'' کا دن ہے؟

تو کیا آپ ﷺ نے خود ہی اپنے یوم ولادت اور یوم وفات کو اکھٹا کیا؟

اگر پیر کا روزہ رکھیں تو یومِ ولادت اور یومِ وفات خود ہی اکھٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ ہم اپنی مرضی سے نہیں کرتے بلکہ حدیث رسول ﷺ پر عمل سے ایسا ہوتا ہے۔

لہٰذا ڈاکٹر طاہر القادری کا یہ اعتراض بالکل ختم ہو جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوم وصال اور یوم ولادت ایک دن ہونے کی وجہ سے یوم ولادت نہ منایا۔

مگر یہاں حدیث کی رُو سے یوم ولادت جوکہ ''پیر'' کا دن ہے اور یوم وصال جوکہ وہ بھی ''پیر'' کا دن ہے اکٹھے ہو رہے ہیں اور حدیث رسول ﷺ میں ''پیر'' کا روزہ موجود ہے۔

تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث پر عمل نہ کرتے تھے؟

ڈاکٹر طاہر القادری اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیث پر عامل مانیں تو لازمی طور پر موصوف کو دونوں دن، یعنی یوم ولادت اور یوم وصال اکھٹا ماننا پڑیں گے۔

اگر موصوف انکار کریں کہ یوم ولادت تو ''پیر'' کا دن ہے مگر یوم وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہے تو موصوف خود ہی اعتراف کر رہے ہیں کہ یوم ولادت اور یوم وصال علیحدہ علیحدہ ہیں۔

لہٰذا ڈاکٹر طاہر القادری کا یہ کہنا بے کار ہے۔

''اس لیے جب ان کی (یعنی صحابہ) زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وفات) کے صدمے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی۔" ❶

لہٰذا ڈاکٹر طاہر القادری یوم ولادت اور یوم وصال کو اکھٹا مانیں تو بھی مشکل اور اگر نہ مانیں تو بھی مشکل۔

کیونکہ اگر دونوں دنوں کو اکھٹا مانیں تو ثابت ہوتا ہے کہ یوم وصال پر یومِ ولادت کا روزہ ہوسکتا ہے لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یوم وصال کے دن یوم ولادت کا روزہ منع نہیں۔ لہٰذا موصوف کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی غم کی شدت کو ثابت کرنے کے لیے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ یومِ وصال پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدتِ غم سے ولادت کا روزہ نہ رکھتے تھے۔ مگر یہ کہیں بھی ثابت نہیں۔

اگر موصوف یوم ولادت اور یوم وصال کو اکھٹا نہ مانیں تو ڈاکٹر صاحب خود ہی اپنی دلیل کا انکار کررہے ہیں کہ یوم ولادت کچھ اور ہے اور یوم وصال کچھ اور ہے۔

یہ بات تو یقینی یومِ وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔ لیکن محترم اگر خود انکار کریں کہ یوم ولادت کچھ اور ہے تو کیا موصوف ہمیں اس دن سے مطلع فرمائیں گے؟

اگر ۱۲ ربیع الاول بروز پیر یوم ولادت نہیں، جبکہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم وفات ہے۔ جس پر سب متفق ہیں تو محترم کیا بتاسکتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو جو یوم ولادت منایا جاتا ہے، کس کا یوم ولادت ہے؟

کیا یوم ولادت کے دھوکہ میں یومِ وفات تو نہیں منایا جارہا؟

وجہ نمبر 4:...... حقیقت میں ڈاکٹر طاہر القادری کی مذکورہ بالا دلیل غلطیوں کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے یوم ولادت کا تذکرہ حدیث میں موجود ہے لیکن یوم وصال کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ یوم وصال نہ تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے۔ لہٰذا ایک چیز جو موجود ہی نہیں ہے اس کا یوم ولادت سے ٹکراؤ کا کیا مطلب؟

وجہ نمبر 5:...... اگر تمام دلائل سے آنکھیں بند کرکے ڈاکٹر طاہر القادری کی دلیل کو بالکل اسی طرح مان لیا جائے، جس طرح وہ چاہتے ہیں، یعنی صحابہ کرام شدتِ غم کی وجہ سے

❶ میلاد النبی ﷺ: فصل اوّل، ص: ۴۵۴، از ڈاکٹر طاہر القادری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی ﷺ نہیں منایا کرتے تھے تو بھی یہ درست نہیں ہے۔

آیات ملاحظہ کیجیے: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُنِ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ٥﴾ (الحج: ١١) ''بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ایک کنارے پر (کھڑے) ہو کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر کوئی نفع مل گیا تو دلچسپی لینے لگتے ہیں اور اگر کوئی آ گئی تو اسی وقت منہ پھیر لیتے ہیں۔ انھوں نے دونوں جہان کا نقصان اٹھالیا۔ واقعی یہ کھلا نقصان ہے۔''

یہ آیت اس شخص کے بارے میں ہے کہ جو دین کے بارے میں شک وریب اور تذبذب کا شکار رہتا ہے اور مصیبت پڑنے پر عبادت چھوڑ بیٹھتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ جو کہ ایک عبادت ہے، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے مصیبت پڑنے یعنی آپ ﷺ کی وفات ہونے پر چھوڑ سکتے تھے؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم، یوم وصال یعنی آپ ﷺ کی وفات کے دن اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ﴿فَلْيَفْرَحُوْا﴾ (یونس: ٥٨) پس چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوش ہوں؟ چھوڑ دیتے تھے؟ کیا فضل و رحمت پر خوش ہونا عبادت نہیں ہے؟

کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اتنا کمزور تھا کہ نبی کریم ﷺ کے وفات کا وقتی غم، انھیں عبادت چھوڑنے پر مجبور کر دیتا تھا؟

پھر مذکورہ بالا آیت میں بیان کردہ لوگ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا فرق ہے؟

درحقیقت یہ دلیل کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدتِ غم کی وجہ سے میلاد النبی ﷺ نہیں منایا کرتے تھے، ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدتِ غم کی وجہ سے قرآنی حکم اور عبادات چھوڑ دیا کرتے تھے؟

وجہ نمبر 6:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ایک واقعہ ایسا بھی پیش آیا تھا، جو آپ ﷺ کی وفات سے ملتا جلتا تھا۔ لہٰذا یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ اور عمل کیا تھا؟ کیا آپ ﷺ کی وفات پر صحابہ عمل چھوڑ دیا کرتے تھے؟

ملاحظہ کیجیے: ''مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن قمئة تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ محمد ﷺ ہیں کیونکہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہم شکل تھے۔ چنانچہ وہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے مشرکین کی طرف واپس چلا گیا اور چلا چلا کر اعلان کیا کہ محمد ﷺ قتل کر دیے گئے۔'' ❶

''شہادت کی خبر مسلمانوں اور مشرکین دونوں میں پھیل گئی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلے ٹوٹ گئے، اُن کے عزائم سرد پڑ گئے۔ ❷

''چند لمحے بعد ان لوگوں کے پاس حضرت انس ابن نضر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ دیکھا کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے پڑے ہیں۔ پوچھا کاھے کا انتظار ہے؟ جواب دیا رسول اللہ ﷺ قتل کر دیے گئے۔ حضرت انس بن نضر نے کہا: تو اب آپ ﷺ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اٹھو! اور جس چیز پر رسول اللہ ﷺ نے جان دی اسی پر تم بھی جان دے دو۔'' ❹

اسی طرح ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو پکار کر کہا: ''اگر محمد ﷺ قتل کر دیے گئے ہیں تو اللہ تو زندہ ہے۔ وہ مر نہیں سکتا تم اپنے دین کے لیے لڑو۔ اللہ تمھیں فتح و مدد دے گا۔'' ❺

''ایک مہاجر صحابی ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرے جو خون میں لت پت تھے۔ مہاجر نے کہا، بھئی فلاں! آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ محمد ﷺ قتل کر دیے گئے۔ انصاری نے کہا: اگر محمد ﷺ قتل کر دیے گئے تو وہ اللہ کا دین پہنچا چکے ہیں۔ اب تمہارا کام ہے کہ اس دین کی

❶ ابن هشام، جلد ۲، ص: ۷۳، بحواله الرحيق المختوم، ص: ۳۷۲.

❷ الرحيق المختوم، ص: ۳۷۲.

❸ الرحيق المختوم، ص: ۳۶۲.

❹ زاد المعاد، جلد ۲، ص: ۹۳، ۹۶.

❺ السيرة الحلبيه جلد ۲، ص: ۲۲، بحواله الرحيق المختوم ص: ۳۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفاظت کے لیے لڑو۔"❶

یہ کچھ حوالے آپ کے سامنے سیرت کی کتاب "الرحیق المختوم" سے پیش کیے گئے ہیں۔

یہ غزوہ احد کا ایک واقعہ ہے۔ تفصیلات آپ کے سامنے ہیں۔

اگر آپ ﷺ کی قتل کی خبر پر، باوجود شدید غم و کرب کے، جہاد جیسے مشکل عمل کو نہ چھوڑا تو آپ کے یومِ ولادت پر، صرف یوم وفات آنے پر میلاد النبی ﷺ جیسی خوشی کیسے چھوڑ سکتے تھے؟

اگر آپ ﷺ کے جسد مبارک پر❷، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہادت کی خبر ملی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد جیسا مشکل کام کر سکتے ہیں تو آپ کی قبر پر میلاد النبی ﷺ کی خوشی نہیں منا سکتے؟

جب شہادت رسول ﷺ صرف چند لمحوں پر ہو یعنی ابھی شہادت کی خبر سنی، اور ابھی جہاد شروع۔

یا وفات النبی ﷺ جس پر سال گزر جائے، اور سال بعد آپ کے یومِ ولادت پر میلاد النبی ﷺ منانا، یہ کام مشکل ہے یا جہاد؟

دوسری بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا دین پہنچانے آئے ہیں۔ ہمیشہ کے لیے نہیں آئے۔ لہٰذا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا دین پہنچا کر چلے جائیں گے۔ جیسے ہر انسان فوت ہوتا ہے۔

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی بات دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا دین پہنچا کر چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اب تمہارا کام ہے کہ اس دین کی حفاظت کرو۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر جہاد نہ چھوڑا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کام نبی کریم ﷺ کے بعد دین کی حفاظت تھا۔ کیا ان کی دین کی

---

❶ زاد المعاد جلد ٢، ص: ٩٦، بحواله الرحيق المختوم، ص: ٣٦٢.

❷ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ تصور کہ آپ ﷺ کی میت یہیں کہیں ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حفاظت یہی تھی کہ آپ ﷺ کی وفات پر قرآنی حکم ﴿فَلْيَفْرَحُوْا﴾ (یونس: ۵۸) کو چھوڑ دیتے؟ یعنی خوشی منانا یا میلاد النبی ﷺ منا کر یہ بتاتے کہ یہ دین کا حصہ ہے؟

وجہ نمبر 7:......کیا ۱۲ ربیع الاول کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب نفلی عبادات چھوڑ دیتے تھے۔ جیسا روزہ، نوافل، صدقہ خیرات وغیرہ۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے تمام کام معمول کے مطابق انجام دیتے اور کوئی غم نظر نہ آتا، تو کیا میلاد النبی ﷺ ہی ایسی کمتر تھی کہ باقی تمام کام معمول کے مطابق انجام دیے جائیں لیکن میلاد النبی ﷺ کا ذکر تک نہ ہو۔ سچی بات یہ ہے کہ جو چیز موجود نہ ہو۔ اس کا ذکر بھی نہ ہوگا۔ باقی تمام خوشیاں، غمیاں، نوافل، عبادات، فرائض، جہاد یوم عاشورا، یوم عرفہ، شوال کے چھ روزے، مہینہ کے تین روزے قرانی، ذکر اذکار موجود ہیں۔ اگر کوئی چیز موجود نہیں ہے تو میلاد النبی ﷺ موجود نہیں ہے۔

وجہ نمبر8:......اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ اعتراض ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے وفات کے غم کی وجہ سے میلاد النبی ﷺ نہ منایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی وفات کے بعد وہ کام بھی کرتے رہے ہیں کہ جن سے بڑھ کر آپ ﷺ کی وفات کے غم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ملاحظہ کیجیے: ”حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے فعل سے منقول ہے جب وہ سفر سے واپس آتے آپ ﷺ کی قبر پر جاتے اور یوں کہتے: ((السلام عليك يا رسول الله! السلام عليك يا ابابكرٍ! السلام عليك يا ابتاه)) پھر فوراً واپس چلے آتے اور عام حالات میں اور بلا سفر ان کا یہ معمول نہ تھا۔“

معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی قبر پر بھی جایا کرتے تھے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ قبر پر جانے سے ہمیشہ میّت کی یاد آتی ہے۔ اگر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی قبر پر جا سکتے ہیں جو صرف اور صرف موت کی یاد دلاتی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو میلاد النبی ﷺ منانے میں کون سی رکاوٹ تھی جو بہت بڑی خوشی بھی تھی اور قرآنی حکم ﴿فَلْيَفْرَحُوْا﴾ (یونس: ۵۸) پس چاہیے کہ وہ خوش ہوں۔“

❶ مؤطا امام مالك، كتاب الصلاة، حديث نمبر: ۳۹۸ بحواله فتاوىٰ ثنائيه مدنيه ص: ۲۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں یہ کہنا کہ غم کی شدت انھیں میلاد النبی ﷺ منانے نہ دیتی تھی، انتہائی ناقص دلیل ہے۔

وجہ نمبر 9:...... یہ بات معلوم ہے کہ دین اسلام میں عبادت صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ آیت ملاحظہ ہو: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾(النساء: ٣٦) "یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔"

معلوم ہوا کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جاتا۔ آپ ﷺ کی عبادت بھی نہیں ہوسکتی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے، محمد ﷺ کی عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ شرک ہے۔ اسی طرح عبادت کا کرنا اور چھوڑنا دونوں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ کسی انسان کی خاطر عبادت چھوڑی بھی نہیں جاسکتی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محمد ﷺ کے لیے نہ تو عبادت کرتے تھے، نہ آپ ﷺ کے لیے عبادت چھوڑتے تھے۔ آپ ﷺ کی ذات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے عبادت سکھانے کے لیے ضروری تھی، عبادت کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے آپ ﷺ کی ذات ضروری نہیں تھی۔

بالکل یہی عقیدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات پر بیان فرمایا، ملاحظہ کیجیے: ((اما بعد من کان منکم یعبد محمداً ﷺ فإن محمداً قد مات، ومن کان منکم یعبد الله فان الله حیی لا یموت، قال الله ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾)) ❶

"امابعد، تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا تو (وہ جان لے) کہ محمد ﷺ کی موت واقع ہوچکی ہے۔ اور تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: محمد ﷺ نہیں ہیں مگر رسول ہی۔ ان سے پہلے

❶ صحیح بخاری جلد ٢، بحوالہ الرحیق المختوم، ص: ٦٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت سے رسول گزر چکے ہیں تو کیا محمد ﷺ مر جائیں یا ان کی موت واقع ہو جائے یا وہ قتل کر دیے جائیں تو تم لوگ اپنی ایڑ کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑ کے بل پلٹ جائے (تو یاد رکھے) کہ وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔"

آپ ﷺ کی موت اور عبادت کا جو تعلق ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کریم سے بیان فرمایا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی موت یا شہادت پر عبادت نہیں چھوڑی جا سکتی کیونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کی، کی جاتی ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔"

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی وفات پر، عبادت کے چھوڑنے کو صحیح عقیدہ کے خلاف سمجھتے تھے تو آپ ﷺ کی وفات کے بعد میلاد النبی ﷺ کیوں چھوڑ دی؟

جبکہ قرآن کریم کا واضح حکم ہے: ﴿اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ﴾ (آل عمران: ۱۴۴) "کہ اگر آپ ﷺ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤں گے (یعنی دین چھوڑ دو گے)۔"

جبکہ ڈاکٹر طاہر القادری یہی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفات کے بعد میلاد النبی ﷺ نہیں مناتے تھے۔ ملاحظہ کیجیے: "ان (صحابہ) کی زندگی میں بارہ ربیع الاول کا دن آتا تو وصال کے صدمے تلے ولادت کی خوشی دب جاتی۔" "اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وصالِ محبوب ﷺ کو یاد کر کے صدمہ زدہ دلوں کے ساتھ خوشی کا اظہار نہ کر سکتے تھے۔" [1]

درحقیقت یہ بات وہی شخص کہہ سکتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ کے بارے میں صحیح معلومات نہیں رکھتا یا اس کا اپنا عقیدہ ہی خراب ہے اور اس بات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بے ادبی کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر القادری کو اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت پر عمل کرنے اور بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[1] میلاد النبی ﷺ: ص: ۴۵۳، ۴۵۴، از ڈاکٹر طاہر القادری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "